دوسری پیشکش

179 ع
R-2

بناتِ رسولؑ

روایات کے آئینہ میں

مولانا سید محمد ابراہیم مدظلہ العالی

ترتیب و اضافہ مطالب

سید محمد قیصر جعفری (ذاکر آبادی)

مکتبۂ اصلاح ۱۲ ابراہیم بھون اے ایم ا

فیریر روڈ کراچی ۱

کتاب کا نام . . . . بنات رسول

مؤلف کا اسم گرامی . . . . . . مولانا سید محمد ابراہیم مدظلہ العالی

کتابت . . . . سید مہدی رضوی سبزی بازار گولیمار کراچی

تعداد . . . . ایک ہزار

مطبع . . . . شیخ شوکت علی پرنٹرز

ناشر . . . . مکتبۂ اصلاح

سنہ طباعت . . . . ۱۹۷۲ء عیسوی

قیمت ..... ایک روپیہ

Ghulam Hasnain H.A
28.8.1974

بسم اللہ سبحانہ

مقصدِ تحریر

کراچی کی بستی جس کا نام کورنگی ہے وہاں ایک مجلس عثمان قائم کی گئی ہے اس جگہ سے ایک کتابچہ بنام شہادت عثمان کیوں اور کیسے؟ شائع کی گئی ہے جس کا جواب بھی ہم نے لکھ لیا ہے مسودہ تیار ہے لیکن اس کتابچہ میں کئی مقامات پر داماد رسول تحریر کیا گیا ہے مقصد یہ ہے کہ حضرت عثمان کو داماد رسول ثابت کیا جائے اس کتابچہ کے مصنف مسٹر ڈاکٹر احمد حسین کمال صاحب ہیں۔

دوسری کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ہے جس کے مصنف مولانا عاشق الٰہی صاحب ہیں اور جو مکتبہ دار العلوم کراچی سے شائع ہوئی ہے تیسری کتاب تاجدار دو عالم کی شہزادیاں چھپی ہے۔ اور چوتھا رسالہ ستارہ ڈائجسٹ کا رسول نمبر شائع ہوا ہے اس میں آل رسول کے عنوان سے ایک مضمون ہے اس میں بھی چاروں بیٹیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ہم نے ان کتابوں کو پڑھ کر ضروری سمجھا کہ ان کا جواب دینا ضروری ہے تاکہ عامۃ الناس غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں ہماری یہ کتاب حق و باطل میں فیصلہ کر دے گی انشاءاللہ۔

ادارہ

اہلِ اسلام سے التماس

مکتبۂ اصلاح اپنا دوسرا دفاعی رسالہ منظر عام پر پیش کر رہا ہے اس کو دیکھ کر جذبۂ تحقیق کو تعصب کے سنگِ گراں سے دبا دینے والے شکوہ کریں گے کہ کتابوں سے چھپے ہوئے خزانے عام نگاہوں کے سامنے کیوں لائے گئے اس لئے کہ رسالہ ابتدائی نہیں دفاعی ہے شکوہ گذاری کا محل نہیں شکایت کا موقع نہیں۔ رنج کی ضرورت نہیں ملال کی حاجت نہیں کیونکہ جن مطالب کے چہروں سے حجاب اٹھایا گیا ہے انکی مسلّم آپ کی موثق کتابیں اور آپ کے مسلّم علماء ہیں جب اس بیان کفر میں داخل آپکے نزدیک کفر ہے ان علماء سے آپ کو شکوہ نہیں تو اس نقل کفر پر ہم سے کیوں گلہ ہو۔

ادارہ

پیش لفظ

علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن صاحب کامونپوری پی. ایچ. ڈی
ناظم شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

بہت سی باتیں سیاسی مصالح کی بنا پر مشہور ہو جاتی ہیں جو در اصل واقعیت کے اعتبار سے تاریخی حقیقت سمجھ لی جاتی ہے سمجھ لیا گیا ہے کہ جناب فاطمہ بنت رسول اللہ کے علاوہ آنحضرت کے تین اور لڑکیوں کا ہونا بھی ہے حالانکہ جناب فاطمہ کے علاوہ آنحضرت کے کوئی دوسری لڑکی نہ تھی صرف یہی نہیں بلکہ حضرت خدیجہ کے متعلق یہ عام خیال کہ وہ بیوہ تھیں اور آنحضرت سے پہلے دو شوہروں سے عقد کر چکی تھیں اور جب آنحضرت نے عقد فرمایا تو آپ بیوہ تھیں یہ امر بھی حقیقت سے بہت دور ہے حضرت خدیجہ کا عقد جب آنحضرت سے ہوا آپ باکرہ تھیں صرف آنحضرت ہی سے آپ کا عقد ہوا اور آپ نے اپنے شوہر کی حیات میں انتقال فرمایا اور بیوگی کے صدمات نہیں سہے۔

تمام مورخین یہ لکھتے ہیں کہ جب آنحضرت کا عقد حضرت خدیجہ سے ہوا تو اس وقت تک تمام روسائے عرب اور اشراف حجاز حضرت خدیجہ سے عقد کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت خدیجہ جو ملیکۃ العرب کے لقب سے مشہور تھیں سب کے پیامات کو ٹھکرا دیتی تھیں ان مورخوں کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ وہ بیوہ ہو کر شوہروں کا داغ

انھا چکی ہو وہ دوشیزگی کی حالت میں تو عرب کے غیر ممتاز لوگوں سے عقد کر لیتی لیکن بیوہ ہونے پر اتنی بلند ہو جاتی ہے کہ شیوخ عرب اور اشراف قریش میں سے کسی کو بھی اس قابل نہیں سمجھتی کہ انکے پیغام قبول کرنا تو کیا نگاہ بھی نہ ڈالیں۔

دراصل یہ تضاد اس لئے پیدا ہوا کہ تاریخیں حکومت کے اشاروں کی آڑ میں لکھی گئیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت خدیجہ نے آنحضرتؐ سے پہلے کسی سے عقد نہیں فرمایا سب کے پیغامات کو رد فرماتی رہیں اور خاموشی کے ساتھ تمام شخصیتوں کا مطالعہ کرتی رہیں کہ کس میں انکے شوہر ہونے کی صلاحیت ہے حضرت خدیجہ کی نگاہ میں نہ صرف حجاز بلکہ تمام جزیرۃ العرب میں کوئی ایسا نظر نہ آتا تھا جو ان کے شوہر ہونے کی اہلیت رکھتا ہو۔ انکی نظر انتخاب نے صرف حضرت محمد بن عبداللہ ہی کو ایسا پایا جو ان کے شوہر ہو سکتے تھے۔ اگرچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس انتخاب میں ان کا سن کچھ زیادہ ہو گیا لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئیں اب صرف "ملیکۃ العرب" ہی نہیں رہیں بلکہ [illegible] رسالت سے ان کو سیدۃ النساء ہونے کی بشارت دی۔

(یا خدیجہ انت خیر امہات المومنین و افضلھن و سیدۃ نساء العالمین)

اے خدیجہ! تم مومنوں کی ماؤں میں سب سے بہتر اور افضل ہو اور عالم کی عورتوں کی سردار ہو۔ (مقتل الحسین جلد ۱ ابو المؤید احمد الموفق احمد المکی الحنفی اخطب خوارزمی ص۲۵)

یہ امر کہ حضرت خدیجہ رسول اللہ کے عقد کے وقت دوشیزہ تھیں یہ صرف دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ اجلّۂ علمائے اسلام کی تحقیق ہے جس میں حسب ذیل حضرات

خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

(۱) شیخ مفید مسائل سرویہ میں (۲) شیخ ابو جعفر طوسی کتاب التلخیص میں (۳) سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کتاب شافی میں (۴) ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں (۵) محمد بن عبدالرحمن اصفہانی کتاب البدیع میں (۶) عماد الدین طبرسی الکامل البہائی (۷) ابو القاسم کوفی کتاب الاستغاثہ میں

اسی طرح ان محققین نے وضاحت بھی کی ہے کہ زینب، رقیہ، ام کلثوم، آنحضرت کی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ پروردہ تھیں دراصل یہ لڑکیاں ابو ہند تمیمی کی بیٹیاں تھیں جو انکی زوجہ ہالہ سے پیدا ہوئیں۔ ابو ہند نے اپنی پہلی بیوی مرنے کے بعد ہالہ بنت خویلد خواہر حضرت خدیجہ سے نکاح ثانی کیا اور یہ بچیاں انکی تربیت میں آئیں جب ہالہ کا شوہر ابو ہند مر گیا تو حضرت خدیجہ نے اپنی بہن اور ان کے شوہر کی بچیوں کو اپنی کفالت میں لے لیا اسی زمانہ میں حضرت خدیجہ آنحضرتؐ کے عقد میں آئیں چونکہ یہ لڑکیاں خانہ حضرت میں پلی تھیں اس لئے بنات خدیجہ اور بنات رسول کہلانے لگیں۔

شہرت عام نے مورخین عامہ سے یہ لکھوا لیا کہ آنحضرت کی چار بیٹیاں تھیں لیکن جن مورخین نے تحقیق سے کام لیا وہ حقیقت کو ظاہر کرنے پر مجبور ہوئے جیسا کہ احمد البلاذری نے کتاب الاشراف میں لکھا ہے اور مولوی محمد انشاء اللہ صاحب مہدی صدیقی حنفی چشتی بدایونی نے اپنے رسالہ السر المختوم فی تحقیق عقد ام کلثوم میں صفحہ ۱ پر تحریر کرتے ہیں ہم نے رسول اللہ کی چار بیٹیاں شہرت کی بنا پر لکھی ہیں ورنہ اگر روایات پر بنا رکھی جاتی تو اختلاف شدید کو دیکھتے ہوئے ہم

کہنے پر مجبور ہوتے کہ تحقیقی اور یقینی بات صرف یہی ہے کہ حضور ختمی مرتبت کی بیٹی بطن جناب خدیجۃ الکبریٰ سے فقط حضرت فاطمہ زہرا متولد ہوئیں تھیں بس

اور اسی طرح علامہ مرزا معتمد خاں بدخشانی اپنی کتاب رجال الاثر ص۲۲ میں رقم طراز ہیں کہ جب محققین نے تحقیق تو معلوم ہوا کہ زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی لڑکیاں تھیں جب ہالہ کا شوہر مرگیا تو ان لڑکیوں نے رسول اللہ کے گھروں پرورش پائی اس طرح سے دختران رسول مشہور ہوگئیں۔

(کتاب کربلا کی شیر دل خاتون)

(۸) شیعہ اور سنی اصحاب میں زمانہ قدیم سے یہ بحث چلی آرہی ہے کہ رسول خدا کی کوئی صاحبزادی بطن خدیجہ سے دختی بجز سیدہ عالم حضرت فاطمہ زہرا کے اور حضرات اہل سنت سمجھتے تھے کہ دو صاحبزادیاں حضرت عثمان کو رقیہ و ام کلثوم بیاہی گئیں اور چوتھی زینب نامی ابوالعاص کے بیٹے سے بیاہی گئی۔

جہاں تک غیر متعصبانہ تاریخ کی تحقیق کی یہ ایک عام تاریخی غلطی صرف اس لئے نباہی گئی ہے تاکہ رسول خدا کے دامادی سے منزلت علوی کا توڑ کیا جائے بس جناب خلیفہ اول و دوم کو خسر ہونے کا شرف تھا تو خلیفہ ثالث صاحب کو دامادی کا شرف مل کر خاندان رسالت سے رشتہ داری قائم کی گئی حالانکہ نہ خسر بننے کا کچھ شرف تھا اس لئے دیگر ازواج بھی بے باپ پیدا نہ ہوئی تھیں اور نہ ایسی دامادی کا شرف ہے اس لئے کہ عتبہ و عتیبہ پسران ابولہب اور ابوالعاص بھی داماد جناب عثمان سے پہلے بن چکے ہیں۔ خدا کی بارگاہ میں حسب و نسب رشتہ داری کی اگر پرسش ہوتی تو رسول خدا کے چچا ا

بھی باوجود کفر کے سب سے پہلے بخش دیئے جاتے۔

اصل ایمان و عمل ہے جسکی وجہ سے مومنین حضرات کو ذات علی مرتضیٰ پر فخر ہے اور بجا فخر ہے اور خود علی و آل علی کو فخر رہا ہے۔ بس اس سے کچھ حاصل نہیں باوجود اس کے تاریخ بھی اس دعویٰ کی تصدیق نہیں کرتی یہ ایک مسئلہ ہے جو بہت سے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے ہمیں یہ خیال ہوا کہ اس خاص موضوع پر ایک تنقیدی نظر ڈالیں اور تعصب و عداوت سے کوئی تعلق نہ ہو بس تحقیق حق ہو۔

اولادِ رسولِ خدا

شیعوں کی متفقہ اور مسلمہ تحقیق ہے کہ بطن جناب خدیجہ اور صلب حضرت رسول خدا سے تین صاحبزادے قاسم، طیب، عبداللہ اور ایک صاحبزادی حضرت فاطمہ تھیں ایام رضاعت میں ان صاحبزادوں کا انتقال ہوا اور چوتھا فرزند رسول خدا کا جناب ابراہیم ام المومنین ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے چھ ماہ یا کچھ کم و زیادہ زندہ رہے بس یہی اولادیں رسول خدا کے صلب اقدس سے پیدا ہوئیں حضرات اہل سنت اس بارے میں انتہا سے زائد مختلف ہیں (۱) شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۳۳ میں تحریر فرماتے ہیں جملہ مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول خدا کی چھ اولادیں ہیں دو پسر قاسم ابراہیم اور چار دختر زینب، رقیہ، کلثوم، فاطمہ مذکورہ اولادوں کے علاوہ اختلاف ہے۔ بعض نے طیب و طاہر دو فرزندوں کا اور

اضافہ کیا ہے اس بنا پر آٹھ اولادیں ہوتی ہیں۔ چار لڑکے چار لڑکیاں، اور بعض نے
علاوہ ابراہیم، قاسم، عبداللہ کو بھی پسران رسول خدا قرار دیا ہے چونکہ مدینہ طیب میں
صغرسنی میں دنیا سے گذر گئے اور طیب وطاہر انہی کا لقب تھا اس لئے کہ ان کا تولد
عہد اسلام میں ہوا تھا اور ذکر اہل انساب کا اسی پر اتفاق ہے اور اسی قول کو دارقطنی
نے بھی ثابت کیا ہے اس بنا پر صرف سات اولادیں قرار پاتی ہیں پسر چار دختر مشہور
اور زبان زد خلائق یہی ہیں اور مواہب لدنیہ میں دارقطنی سے روایت ہے کہ طیب
طاہر علاوہ حضرت عبداللہ کے ہیں پس اولاد ذکور پانچ قرار پائیں اور مجموع اولاد
نو ہوئے اور بعض نے نقل کیا ہے کہ طیب، مطیب ایک شکم سے پیدا ہوئے اور طاہر
مطہر دوسرے شکم سے اس قول کو صاحب صفوہ نے نقل کیا ہے اس حساب سے گیارہ
اولادیں قرار پاتی ہیں اور بعض کا قول ہے کہ بعثت سے قبل ایک صاحبزادہ پیدا
ہوا جسکا نام عبد مناف تھا اس حساب سے بارہ اولادیں ہوئیں علاوہ عبد مناف کے
سب بعد بعثت متولد ہوئے ابن اسحاق نے کہا کہ علاوہ ابراہیم سب ہی قبل اسلام پیدا
ہوئے اور ایام رضاع میں دنیا سے گذر گئے ابن اسحاق کے علاوہ یہ قول بھی بیان
ہوا کہ عبداللہ بعد نبوت متولد ہوئے اور اسی لئے طیب وطاہر ان کا نام ہوا۔ محصل
اقوال یہ ہے کہ آٹھ ذکور جن میں متفق علیہ صرف قاسم وابراہیم ہیں اور چھ مختلف فیہ
عبد مناف، عبداللہ، طیب، مطیب، طاہر، مطہر لیکن واضح یہ ہے کہ تین ذکور
قاسم، ابراہیم، عبداللہ اور چار دختر سب اولاد جناب خدیجہ سے تھے علاوہ ابراہیم
(۲) اس پر اکتفا نہیں ہے علامہ ابن حجر اصابہ جلد ۸ صفحہ ۲۹ میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت
کی ایک صاحبزادی کا نام برکتہ ہے جسکا ذکر جامع رجال عمدہ حافظ عبدالغنی نے

کیا ہے جس میں لکھا ہے قاسم پہلے بطن حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئے پھر برکتہ ان کے
بعد زینب پھر رقیہ پھر فاطمہ پھر ام کلثوم یہ لکھنے کے بعد ابن حجر صاحب کو غلطی کا احساس
ہوا فرمایا ہم نے برکتہ کو قسم ثانی میں بنت رسول لکھ دیا ہے اسکے بعد غلطی ظاہر ہوئی
جو تحریف سے پیدا ہوئی کیونکہ برکتہ خادمہ تھی جو حضرت خدیجہ کی اولاد کی خدمت کیا
کرتی تھی تو معلوم ہوا کہ اصل کتاب میں اسی طرح تھا جب اس سے نقل کیا تو اس میں
تحریف ہوگئی جس سے اس نے سمجھا کہ برکتہ قاسم کی بہن ہے۔

(۳) روضۃ الاحباب صفحہ ۷۱۲ میں ترتیب اولاد رسول خدا بصراحت لکھی ہے۔ قاسم،
عبداللہ، ابراہیم، زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ حضرات مذکورہ میں بقول
انکے بجز حضرت ابراہیم سب بطن خدیجہ سے تھے اور بقول انکے قاسم وعبداللہ
وطیب طاہر، کے بارے میں فریقین متفق ہیں اور فریقین کا اقرار ہے کہ یہ دونوں
صاحبزادے آنحضرت کے صلبی فرزند تھے رہا اختلاف اولاد دختری میں لیکن پھر
بھی ابن حجر کی تحقیق سے اختلاف ہی رہا باوجود اتفاق رکھنے کے اولاً اس بات
میں کہ عبداللہ جو متفق علیہ فرزند رسول ہے ان کا ذکر ہی ابن حجر نے نہیں کیا
گویا اس نام کا کوئی فرزند بطن جناب خدیجہ سے تھا ہی نہیں۔

ثانیاً ابن حجر نے لکھی ہے کہ جناب خدیجہ کے بطن سے آپکی دس اولاد
تھیں۔ پہلے قاسم پیدا ہوئے پھر برکتہ پھر زینب پھر رقیہ پھر فاطمہ پھر ام کلثوم
اور یہ روایت ترتیب روضۃ الاحباب کے بالکل خلاف ہے بلکہ تمام اہل سنت
کے خلاف ہے۔

استیعاب ابن عبدالبر مغربی صفحہ ۷۶۵ میں لکھا ہے کہ رقیہ بنت رسول بطن

خدیجہ بنت خویلد سے تھیں انکا ذکر پہلے ہوا زبیر اور انکے چچا مصعب کا قول ہے کہ وہ آنحضرت کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں علامہ جرجانی نے اسکی تصحیح کی ہے۔

قابل لحاظ یہ بات ہے کہ روایت اصابہ میں جناب فاطمہ اور ام کلثوم میں خوردی بزرگی کا اختلاف تھا ابن عبد البر نے ایک میں اختلاف پیدا کیا انھوں نے فاطمہ اور رقیہ کے مابین خوردی و بزرگی کا اختلاف کر دیا اور اسکی تصحیح و تصدیق کی اور اپنا مختار قرار دیا اور اس کو معتبر و متواتر فرمایا چنانچہ ذیل حالات حضرت خدیجہ فرماتے ہیں۔ ابن کلبی کہتے ہیں کہ زینب پھر قاسم پھر ام کلثوم پھر رقیہ پھر عبد اللہ اور انھیں کو طیب و طاہر کہتے ہیں اور ابن کلبی کہتے ہیں کہ یہی ترتیب صحیح ہے اور اسکے سوا جو کچھ ہے غلط ہے۔

اکابر مورخین و اہل سیر کے اختلاف سے اولاد رسول اور انکی ترتیب پیدائش میں جسکی تصحیح نہ ہو سکی تو کیا ثبوت اس بات کا کہ اولاد صلبی اور ربیبہ میں امتیاز و فرق کیا ہو بجز جناب سیدہ کوئی دختر نہ تھی۔ جو کچھ بیان اختلاف اولاد رسول سے محقق مورخین و انساب اہل سنت کی بے اعتباری معلوم ہوتی رہی کافی تھی لیکن دوسرے اسباب و وجوہ بھی اس بات کا یقینی ثبوت ہیں کہ یہ تینوں معظمات ربیبۂ رسول خدا تھیں۔

دولابی نے ذکر کیا ہے کہ رقیہ کا عقد حضرت عثمان کے ساتھ جہالت کے زمانہ میں ہوا تھا اور غیر دولابی نے لکھا ہے کہ بعد اسلام عقد ہوا شاہ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ۵۴۵ جناب دولابی کا جو پایہ تحقیق و تدقیق اہل تاریخ میں ہے وہ محتاج تعارف نہیں ہے بیشک یہی صحیح ہے لیکن مورخین کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ

رقیہ کا عقد جاہلیت و کفر میں عتبہ بن ابولہب کے ساتھ ہوا تھا۔ یہ وہی عتبہ ہے کہ جس نے جناب رسول خدا کے چہرۂ اقدس پر تھوک دیا تھا جب اس نے رقیہ کو ترک کیا اس وقت جناب عثمان کے ساتھ عقد ہوا۔ یہ دونوں عقد اس بنا پر زمانہ جاہلیت و کفر ہی میں واقع ہوئے زائد برایں یہ خبر احاد جو عتبہ اور رقیہ کی علیحدگی کے متعلق کتب میں درج ہے کہ بسبب اسلام رسول رقیہ کو ابولہب نے اپنے فرزند سے افتراق کرایا اس کے بعد عثمان کے ساتھ عقد ہوا خبر ضعیف و غیر معتبر اور خبر واحد کی وجہ سے ناقابل اعتبار بھی جائے اور علت افتراق کچھ اور ہی ہو اس سے زائد اور کوئی خرابی نہیں آسکتی۔
نوادر از زمانہ کفر میں ایک عورت کا دو کافروں سے یکے بعد دیگرے عقد ہونا کوئی فضیلت و عزت کی بات نہیں لیکن یہاں بحث اسکی نہیں ہے بلکہ دختر رسول خدا بطن جناب خدیجہ کے ہونے کی بحث ہے۔

اب غور کے قابل بات یہ ہے کہ جناب عتبہ کے جب عقد میں آپ آئی ہونگی تو آپ بالغہ ہونگی اور جب عقد جناب عثمان میں آئیں تب بھی بالغہ تھیں اور یہ سب واقعہ بعثت سے قبل کے ہیں دولابی صاحب کی روایت کی تصدیق نہ کیجائے تب بھی عتبہ کے ساتھ تو عقد ہونا مسلم ہے کل مورخین اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بالغ تھیں۔

اصابہ جلد ۸ صفحہ ۸۰ میں مرقوم ہے کہ رقیہ کا عقد بعثت و نبوت سے پہلے عتبہ بن ابولہب کے ساتھ ہوا تھا اور ظاہر ہے کہ وہ بالغہ تھیں جب عقد عتبہ بن ابولہب میں آئیں تب عتبہ سے علیحدگی ہوئی تو اس کے بعد وہ رقیہ عقد جناب عثمان میں آئیں رقیہ اور ام کلثوم کے چھوٹے بڑے ہونے میں بھی کچھ اختلاف ہے لیکن یہ مسلم ہے کہ زینب دونوں سے بڑی تھیں۔

اب ذرا غور تو کرو کہ بعثت سے کئی سال قبل جناب خدیجہ کا رسول خدا سے عقد ہوا اور یہ تین تین جوان لڑکیاں جو دو دو مرتبہ بیاہی گئیں اور بعثت سے پہلے ہی اور پھر دو ہوئی یہ تینوں صلب جناب رسول خدا اور بطن جناب خدیجہ سے تھیں کوئی بھی عقل کی بات ہے اور امکان بھی ہے کہ نہیں۔

استیعاب جلد ۲ صفحہ ۷۹۵ میں ہے کہ ام کلثوم بنت رسول اللہ کی ماں خدیجہ بنت خویلد انکی پیدائش حضرت فاطمہ اور رقیہ سے پہلے ہوئی جیسا کہ مصعب نے ذکر کیا ہے اگر علم الانساب و اخبار ان کے تابعین نے مصعب کے اس قول سے اختلاف کیا ہے اور جو کچھ ہے وہ آنحضرت کی خورد سال صاحبزادیوں میں اور وہ اختلاف بہت ہے اور بڑی صاحبزادی میں اختلاف بہت کم ہے اور صحیح یہ ہے کہ زینب سب لڑکیوں میں بڑی تھیں جیسا کہ ان کے حالات سے ثابت ہوتا ہے آمیں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ عثمان نے ام کلثوم کو رقیہ کے بعد بیاہا ہے اور یہ امر انکے اقوال پر دلیل ہے جنھوں نے مصعب سے اختلاف کیا ہے کیونکہ یہی بیشتر الخواص والعوام ہے کہ بڑی لڑکی کی شادی چھوٹی سے پہلے ہوا کرتی ہے واللہ اعلم اس روایت نے بالکل صاف کر دیا کہ رقیہ وام کلثوم سے سن میں بڑی تھیں اور دونوں بعثت سے پہلے بالغ ہوئیں اور ایک بار نہیں دو دو بار بیاہی گئیں پہلے عتبہ کے ساتھ پھر جناب عثمان کے ساتھ بعثت کے پہلے ہی اب کون خارج از عقل ایسی بعید از قیاس وہمی بات کہہ سکتا ہے کہ دس سال کی مدت میں تین صاحبزادیاں پیدا بھی ہوئیں جوان بھی ہوں اور دو مرتبہ بیاہی بھی جائیں۔

بر بناء اصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ زینب سب سے بڑی لڑکی تھیں اور سب بہنوں سے پہلے ان کی شادی ہوئی نبوت سے دس سال پہلے پیدا ہوئیں۔

علمائے اہل سنت نے تینوں صاحبزادیوں کی قبل از بعثت ولادت و بلوغ اور دو دو شادیاں بیان کرنے پر اکتفا نہیں کی بلکہ تفاوت عمر کو بھی بیان کیا ہے جبکہ آپ کی عمر تیس سال تھی تو زینب پیدا ہوئیں اور جب تینتیس سال کی عمر میں رقیہ کی ولادت ہوئی اس کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بالاتفاق فریقین چالیس سال کی عمر میں بعثت ہوئی تو اب دس ہی سال باقی بچے بعثت سے قبل تینوں جوان ہوئیں دو مرتبہ شادیاں ہوئیں رقیہ جو تینتیس سال کی عمر میں پیدا ہوئیں انکی عمر وقت بعثت رسول خدا سات سال کی ہوئی۔ اور اسی سات سال میں اکثر بلوغ ہوا عتبہ سے شادی بھی ہوئی طلاق بھی ہوئی اور پھر عثمان سے دوسرا عقد بھی ہو گیا۔ اور ام کلثوم ان سے بھی چھوٹی تھیں تو ظاہر ہے کہ رقیہ سے ایک سال تو چھوٹی ہوں گی یہ چھ سال میں جوان ہوئیں اور دو دو شادیاں بھی ہوئیں کیا کوئی صحیح الدماغ اسکو باور کر سکتا ہے بالاتفاق مورخین پچیس سال کی عمر میں رسول خدا کا عقد جناب خدیجہ سے ہوا اور چالیس سال کی عمر میں حضرت کی بعثت ہوئی پندرہ سال میں سات اولادیں زینب رقیہ ام کلثوم فاطمہ قاسم طیب عبداللہ پیدا ہوں یا جن مورخین نے گیارہ اور بارہ۔ اور نو یا آٹھ یا اختلاف روایات اولادیں قرار دیں کیا یہ ممکن ہے کہ اتنی اولادیں پیدا ہوں تین جوان ہوں اور دو دو مرتبہ بیاہی جائیں۔ جناب سیدہ کی عمر وقت عقد پندرہ سال چھ ماہ کی تھی جیسا کہ بخاری و زرقانی شرح مواہب اللدنیہ اصابہ۔ تاریخ خمیس۔ روضۃ الاحباب۔ مدارج النبوۃ۔ ازالۃ الخفاء وغیرہ میں ہجرت کے دو سوا سال اور بعثت سے دس سال سات ماہ بعد ہوا لہٰذا حضرت علی کی بوقت نکاح اکیس سال پانچ ماہ کی تھی اور ولادت ان جناب کی بقول ابن حجر

دس سال قبل بعثت ہوئی جسکو ابن حجر نے راجح قرار دیا ہے اس حساب سے ولادت جناب سیدہ بعثت سے پانچ سال قبل ہوئی اور بروایت ابن حجر کلثوم جناب سیدہ سے بھی چھوٹی تھیں اگر سال پیچھے ولادت کے قائل ہوں تو ام کلثوم کی عمر چار سال بعثت کے وقت معلوم ہوتی ہے اور بروایت استیعاب و جرجانی رقیہ سب سے چھوٹی اولاد ہونے پر اس سال کی چھوٹائی بڑائی میں بعثت کے وقت تین سال رہی جاتی ہیں۔ اور مورخین شیعہ سنی متفق علیہ ہے کہ رقیہ و ام کلثوم کی شادیاں قبل بعثت رسول اول عتبہ و عتیبہ سے ہوئیں پھر یکے بعد دیگرے حضرت عثمان سے تو اس حساب سے تین اور چار سال کی عمروں میں یہ دونوں بالغ بھی ہوئیں اور دو دو شادیاں بھی ہوئیں کیا کسی باحواس آدمی کی یہ سمجھ میں آسکتا ہے اور اگر ابن کلبی کا قول نہ مانا جائے اور رقیہ کو اصغر اولاد نہ گنیں تو جناب سیدہ اصغر اولاد ہونگی اور رقیہ اور ام کلثوم بڑی تب ایک چھ سال اور دوسری سات سال کی وقت بعثت ہوئیں اور بلوغ و عقد و طلاق و عقد ثانی سب کچھ اسی چھ سال میں ہوا اگر رسول اللہ کی کرامت کہا جائے تو ممکن ہے ورنہ خلل دماغ ہے۔

بقول زبیر اگر ترتیب اس طرح سے ہو کہ پہلے قاسم پیدا ہوئے پھر زینب پھر عبداللہ جن کو طیب و طاہر کہتے ہیں جو بعد نبوت پیدا ہوئے پھر ام کلثوم پھر فاطمہ پھر رقیہ (استیعاب صفحہ ۳۳) اس قول کی بنا پر اور لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں عتبہ و عتیبہ کے ساتھ شادیاں ام کلثوم رقیہ کی جو متفق علیہ بین الفریقین ہیں بعد بعثت ہوں گی دو کافروں کے ساتھ ان دونوں کا اسلام کی حالت میں عقد ہوا پھر دونوں سے طلاق ہوئی پھر حضرت عثمان سے عقد ہوا کب پیدا ہوئیں کب بالغ ہوئیں کس وقت دو دو

بیاہ ہوئے اس لئے کہ عبداللہ کے بعد سے سب اولادیں بعد بعثت ہوئیں اس کے علاوہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے بیاہ دینا کتنا بڑا الزام ہے رسول اللہ پر یہی اشکال یہاں ہوگا۔

کلبی صاحب کا بیان صحیح ہے تو سب سے پہلے زینب پھر قاسم پھر کلثوم پھر فاطمہ اور پھر رقیہ پھر عبداللہ جن کو طیب و طاہر کہتے ہیں پیدا ہوئے (استیعاب صفحہ ۲۹) تو کہنا پڑے گا کہ چھوٹی بیٹی رقیہ کا عقد کفر کی حالت میں دو کافروں عتبہ و عتیبہ عثمان سے قبل بعثت کر دیا جائے اور بڑی بیٹی فاطمہ کا عقد سالہا سال بعد مکے سے ہجرت کے دوسرے سال کیا جائے مدینہ منورہ میں اور غیر متعارف اور دور از قیاس بات رسول سے ظہور میں آئے جیسا کہ رقیہ اور ام کلثوم کی عمروں کے بارے میں علامہ عبدالبر نے اشکال کیا ہے یہی اشکال یہاں ہوگا۔

جیسا کہ وہ فرماتے ہیں۔ اس امر میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ حضرت عثمان نے ام کلثوم کو رقیہ کے بعد بیاہا اور یہ ان لوگوں پر دلیل ہے جو مصعب کے مخالف ہیں کیونکہ متعارف یہی ہے کہ بڑی لڑکی کی شادی چھوٹی سے پہلے کر دیجاتی ہے (استیعاب جلد ۲ صفحہ ۹۳) جناب بخاری نے حضرت عثمان کی ہجرت کو بعد نزول آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نقل فرمائی ہے اور نزول اس آیہ کا بعثت سے چوتھے سال مکہ معظمہ میں ہوا (دیکھو تاریخ طبری مسند امام احمد بن حنبل، معالم التنزیل، ابو الفداء، کامل الجزری، خصائص نسائی) اور مصعب و دیگر اصحاب علم النساب کا قول ہے کہ رقیہ عتبہ بن ابی لہب کی بی بی تھیں اور ام کلثوم عتیبہ پسر ابو لہب کی اور وہاں حمالۃ الحطب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا تم دونوں محمد کی بیٹیوں سے جدائی اختیار کر لو اور ابو لہب نے بھی کہا میرا اور

ان کا اکٹھا رہنا اب حرام ہے اگر تم دونوں نے جدائی اختیار نہ کی تو ہم تم دونوں
چھوڑ دیں گے ابن شہاب نے کہا کہ اسکے بعد رقیہ کا عقد حضرت عثمان سے ہوا اور وہ
حضرت عثمان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئیں (استیعاب ص ۴۲۴)

بخاری اور استیعاب کی روایت ملانے سے معلوم ہوا کہ اس وقت تک ام کلثوم
کا عقد حضرت عثمان سے نہیں ہوا تھا اس لئے کہ رقیہ کے مرنے کے بعد ام کلثوم کا عقد ہوا
حبشہ تو رقیہ ساتھ گئی تھی۔ انکی واپسی پر رقیہ کی وفات کے بعد ام کلثوم کا عقد ہوا مگر
اگر بخاری صاحب کی روایت جھٹلانے کی کس میں ہمت ہے تو روایت طبری
خمیس و روضۃ الاحباب، کامل، انوار الفدا وغیرہ ہجرت حبشہ پانچویں سال
نبوت کے اعلان کے واقع ہوئی۔ اور یہی قرین قیاس بھی ہے اس لئے کہ تین سال
بعثت کے بعد رسول خدا پوشیدہ رسالت کی تبلیغ کرتے تھے اور چوتھے سال طوائف
سے قبیلہ کو دعوت دی اور پانچویں سال بعثت کے سورہ تبت یدا اگر نازل نہیں
ہوئی اور دعوت قریش کے بعد ہی ابولہب نے طلاق دلا دی اور سورہ بھی اسی وقت
نازل ہو گیا تو چار سال بعد اظہار نبوت عثمان کی شادی رقیہ کے ساتھ ہوئی اور
پانچویں سال ہجرت حبشہ تو ظاہر ہے کہ پانچ سال اعلان نبوت تک ام کلثوم
کا عقد عثمان سے نہیں ہوا پھر وہ ہجرت حبشہ سے جب واپس آئے ہوں گے
اس کے بعد عقد ہوا ہو گا۔

اور یہ روایت بھی غلط مانی جائے اور ابن حجر صاحب کی روایت کو اصح
روایات قرار دیا جائے تو فرماتے ہیں کہ "اسماء بنت ابوبکر فرماتی ہیں کہ جب
کہ میں اپنے باپ کیلئے کھانا غار پر لے جاتی تھی جبکہ وہ رسول خدا کے ساتھ غار

کہیں پوشیدہ تھے تو عثمان نے اجازت طلب کی وہ حبشہ ہجرت کریں حضرت نے
اجازت دی میں کھانا لیکر گئی تو آپ نے پوچھا عثمان اور رقیہ کیا ہوئے میں نے
کہا وہ حبشہ ہجرت کر گئے آپ نے ابوبکر سے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے قبضہ میں میری
جان ہے یہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کے بعد ہجرت کی۔
(اصابہ ص ۴۲۰) یاد رہے مصیبت نازل ہوئی کہ اسکے رسول اللہ کی ہجرت مدینہ کی طرف
شب پنجشنبہ یکم ربیع الاول سنہ ۱۳ بعثت تھی یعنی بعثت کا تیرھواں سال (سیرت النبی)
اس وقت حضرت رقیہ ساتھ حبشہ گئیں تو ماننا پڑے گا کہ اس وقت تک ام کلثوم کا عقد
جناب عثمان سے نہیں ہوا تھا اس سے زائد قیامت کا مضمون یہ ہے سد ابواب مسجد کا
حکم ناطق دربار رسالت سے جاری ہوا ہے اور جناب عثمان نے اپنا دروازہ مسجد رسول
کا بند کیا ہے اس وقت بھی جناب رقیہ موجود نظر آتی ہیں جو عقد جناب سیدہ کے بعد کا
واقعہ ہے سنہ ۲ ہجری میں جناب سیدہ کی شادی ہوئی ہے۔ بخاری، زرقانی شرح مواہب
المدینہ، اصابہ، خمیس، روضۃ الاحباب، مدارج النبوۃ، ازالۃ الخفاء۔

اور بعد شادی کے جناب امیر علیہ السلام حارثہ بن نعمان کے مکان میں مدینہ میں رہتے
تھے پھر رسول خدا کے گھروں کے درمیان گھر امیر المومنین کا ہوا اگرچہ اس امر کا کہیں
سے پتہ نہیں چلتا کہ رسول خدا نے کس زمانہ میں امیر المومنین کا گھر تبدیل کیا لیکن
یہ ماننا پڑے گا کہ سد ابواب مسجد کا اس وقت حکم ہوا ہے جب امیر المومنین جناب
سیدہ کے درمیان میں رسول خدا کے گھروں میں تشریف رکھتے تھے اور اس وقت
رقیہ جناب عثمان کے ہمراہ بھی مسجد سے متصل کسی مکان میں تھیں حذیفہ بن اسید بن
غفاری سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا اصحاب نبی جب وارد مدینہ ہوئے تو

ان کے گھر تھے جن میں وہ شب کو بسر کرتے اس لئے سب مسجد ہی میں رہتے
تو حضرت نے ان سے کہا تم لوگ مسجد میں نہ سویا کرو ایسا نہ ہو محتلم ہو جاؤ کے
لوگوں نے گرد مسجد کے مکان بنوا لئے تھے اور دروازے مسجد کی طرف قرار دئے
حضرت نے معاذ بن جبل کو ان کے پاس بھیجا تو سب نے ابوبکر کو آواز دی اور
رسول اللہ تم کو حکم دیتے ہیں کہ مسجد سے نکل جاؤ ابوبکر فوراً نکل گئے اور
بند کر لیا پھر عمر سے کہا تو عمر نے بھی فوری تعمیل کی بعد نکل گئے اور
دریچے کی اجازت چاہی مگر دی نہ گئی پھر عمر کا رسول خدا کو ہو کیا دیکھ
کو یہ حکم دیا حالانکہ ان سے پاس رقیہ تھیں عثمان نے بھی کہا سمعاً وطاعۃ
دروازے بند کر کے مسجد سے باہر چلے گئے (الخصائص مناقب المرتضوی)
اس سے صاف واضح ہوا کہ مسجد بنانے کے وقت تک رقیہ زندہ تھیں
کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ حضرت عثمان نے ام کلثوم سے عقد بعد رقیہ کے کیا
مستیاب جلد ۲ صفحہ ۲ اب دیکھو ان مذکورہ حدیث کو جو ثابت ہیں کہ
ام کلثوم کا عقد اس مدت جاہلیت میں حضرت عثمان کے ساتھ ہوا اور
ہم اوپر تذکرہ کرتے ہیں کہ اہل سنت مورخین رسول اللہ کی اولاد بیان کرتے
تیرہ تک بتاتے ہیں جیسا کہ اس کتاب میں بھی ہے معص ... حدیث محدثین
بنات النبی وغیرہ میں

اب غور طلب امور یہ ہیں

(۱) یہ معلوم نہیں کہ رسول خدا کی کتنی اولادیں تھیں
(۲) یہ معلوم نہیں کتنے لڑکے اور کتنی لڑکیاں تھیں

(۳) یہ معلوم نہیں لڑکوں کے نام کیا تھے
(۴) یہ بھی معلوم نہیں کہ کس کی ولادت قبل بعثت ہوئی اور کس کی بعد بعثت
(۵) معلوم نہیں شادیاں کس کی کب ہوئیں
(۶) یہ بھی معلوم نہیں کہ ہجرت حبشہ کب ہوئی اور رقیہ کب تک زندہ رہیں
(۷) معلوم نہیں کہ ان میں لڑکوں تھا اور چھوٹا کون تھا
ں صفر و مختلف واقعات اور نام لوط جس تحقیقات کے باوجود سب
اور پھر انصار سے جو کہا کہ تینوں صاحبزادیاں رسول کی داماد ہیں اور ظن جناب
حدیث سے ہیں
اتفاق یہ ہے کہ ... قی صادق اس وجہ سے کی گئی کہ کسی نہ کسی طرح سے حضرت
عثمان ذوالنورین مانا جائے ہمارے خیال میں حضرت رقیہ و ام کلثوم کے مسلمان
ہونے کو ذوالنورین کہنا مناسب نہیں ہے اگر ان کی وجہ سے ان کا خاندان نور
برا تو ان میں سے ہر ایک کا شوہر ذوالنور تو ضرور ہوا کیونکہ نور تو ایسا کا ویسا
ہی رہا کا فرحاد مد ہونے کی وجہ سے عورت کے نور سے ہونے میں کوئی فرق نہیں
... سب محالات عقلیہ اور حوالہ جات تاریخیہ صرف اس بنا پر ہیں کہ بیٹیوں کو دختران
رسول ثابت کیا جائے اور اگر تحقیق شیعہ کو تسلیم کیا جائے تو یہ کوئی محال عقلی لازم
آتا ہے اور نہ تاریخی وہ بے شک رسول کی ربیبہ تھیں اور جناب خدیجہ کے بطن سے
بھی نہیں رسول خدا نے بہ ہزار شفقت و محبت انکی پرورش و تربیت کی۔ اور
شادیاں کیں
جب مسلم و تواریخ رفع ہو جاتی ہیں بات یہ ہے کہ معاویہ شاہی محدثوں نے

درمیانی وروانی روایات کا سیلاب بہا دیا اور کونی معیار و علامہ
صداقت کی احادیث ذخیرہ اہل سنت میں باقی نہیں چھوڑی ورنہ
کونسا معیار ہے اور کیا علامات ہیں کہ یہ معاویہ شامی ہے اور
خود معاویہ شامی

احادیث سند اور سب خود میں ایک وہ حدیث بھی ہے جس کو محمد بن حسن
زبالہ اور یحیی نے (مصنف اخبار مدینہ) اپنی سند سے روایت کیا ہے
ایک صحابی سے ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے یکایک ایک منادی نے آواز
ایہا الناس اپنے اپنے دروازے بند کرلو سب نے سنا اور کسی نے حرکت
دوسری مرتبہ پھر اس منادی نے مگر کوئی جگہ سے نہ اٹھا اور ہر ایک کہنے لگا
یہ مطلب ہے تیسری مرتبہ منادی نے آواز دی ایہا الناس اپنے اپنے دروازے
بند کرلو اس سے قبل کہ تم پر عذاب آجائے یہ سن کر سب جلد جلد اٹھے اور جلد
تمام اپنی ردائیں کھینچے ہوئے اٹھے ہر شخص کا دروازہ مسجد کی طرف تھا ابوبکر
عثمان کا اس وقت علی آکر پاس رسول خدا کے کھڑے ہوگئے حضرت نے جناب امیر
دریافت کہ تم کو کس بات کا علم ہے گھر جاؤ اور دروازہ بند کرو وہ حکم دیا تم لوگو
نے دروازہ بند کرلیا مگر علی کا دروازہ چھوڑ دیا۔ پھر وہ مسجد سے نکلے
بعض نے کہا کہ یہ تو ابن عم کو چھوڑ دیا تو دوسروں نے کہا حضرت حمزہ تو ان سے
قریب ہیں کیونکہ رضاعی بھائی بھی ہیں اور چچا بھی بعض نے کہا حضرت نے
بیٹی کے خیال سے چھوڑ دیا الحدیث (وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی صفحہ ۲۰
جلد اول ۱۳۲۶ ہجری

اس حدیث سے راضی و ناخوش و روشن کون سی حدیث ہوگی جس میں صاف بتایا
کہ رسول را وب حمزہ زہرا کو لی نہ تھی اور جس طرح سے خوب دیکھ دوسرے نے
عہد رسالت میں حضرت حمزہ کی نظیر حبیب کی تھی کوئی صحابی تو یہ کہتا ہے کہ کہ
حضرت نے اس بیٹی کے خیال سے چھوڑا دو جواب دیتا تھا کہ رسول خدا کی بیٹی رقیہ
بھی ہیں جو گھر میں عثمان کے موجود ہیں مگر کسی کے منہ سے نہ نکلا اس لئے کہ
سب جانتے تھے کہ رقیہ صلبی بیٹی رسول اللہ کی نہیں ہے یہ مضمون کا قصہ معاویہ کے
دور کی پیداوار ہے۔

اگر کہو کہ رقیہ وہاں موجود نہ تھیں تو یہ بھی غلط ہے چند جزء بن ملتزی والی
روایت میں صاف موجود ہے کہ یہ عثمان کے حکم سے مدینہ ان کے پاس
تھیں

ہم جناب سیدہ بی بی کو پیش کرتے ہیں سیدہ بی بی تک پہنچے وہ کہتی ہیں کہ
میں سب لوگوں سے اور دونے باپ ماں بھائی بہن افضل ہوں اس لئے کہ میرے
باپ رسول خدا ماں خدیجہ بھائی قاسم اور بہن فاطمہ ہیں (معارف ابن قتیبہ
صفحہ ۲۳ روضۃ الاحباب صفحہ ۴۵۰)

اس حدیث سے ایک بات معلوم ہوئی کہ ہند باوجود ربیب ہونے کے حضرت
رسول خدا کی نبوت پر فخر کرتے ہیں اسی طرح رقیہ طاہرہ زینب کا وجود ربیبہ ہو
کے رسول خدا کو باپ کہا اور فخر کرنا گری سے ثابت ہو تو کوئی تعجب نہیں ہے
اور اس بنا پر دختر صلبی کیوں قرار پائیں گی۔

دوسرے یہ ہے کہ سعد بن ابی ہالہ کا حساب سیدہ اور حضرت قاسم پر افتخار فرما دو

کسی محسن بی بی کا نام زینب وغیرہ نہ تھا کہ کوئی لڑکی بطن جناب خدیجہ سے
رقیہ ام کلثوم زینب نام کی نہ ہوئی تھی چہ جائیکہ صاحب رسول خدا
ورنہ صحابہ بڑی فخر سے اور نام لیتے۔ جبکہ نہایت فصیح و بلیغ تھے جناب
کے ساتھ جنگ جمل میں شریک ہو کر شہید ہونے والی تھے۔ زینب رسول خدا
کی شہادت سے زیادہ کس کی شہادت ہوگی۔

کتاب الانوار والبلاغ میں تحریر ہے کہ رقیہ اور زینب دونوں ہالہ خواہر
حضرت خدیجہ کی اولادیں تھیں۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بجز زینب و رقیہ و ام کلثوم نام کی کوئی بیٹی
خدا کی صابر [illegible] اور صاحب کتاب الانوار والبلاغ [illegible]
رسول اللہ کی صلبی بیٹیاں ہیں۔ معاملہ بالکل صاف ہو گیا علاوہ اس کے
جو حقیقت تھی لکھ دی۔

جب آیۂ تطہیر کا نزول ہوا تو تمام مفسرین محدثین و مورخین کا اتفاق ہے
کہ امام حسنؑ امام حسینؑ جناب امیر و فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہم اجمعین
چادر تطہیر اوڑھے تھے۔

مسند احمد بن حنبل طبرانی تاریخ طبری تفسیر درمنثور تفسیر ثعلبی معالم التنزیل
ابن جریر طبقات ابن سعد تفسیر ابن ابی حاتم صحیح مسلم جامع ترمذی
مستدرک حاکم صحیح بخاری۔ کتاب الفردوس دیلمی۔ کتاب المختصر من مختصر
من مشکل الآثار ینابیع المودۃ اب فرمایئے کہ زینب رقیہ ام کلثوم اور
ذوالنورین نے کیا قصور کیا تھا اگر وہ اولاد ہوتیں تو ضرور بلائی جاتیں

اولاد میں تمہیں تو دونوں صحیح کر بلایا جب ظاہر ہے کہ رسول خدا کی صلبی بیٹیاں
نہیں تھیں

آیۂ مباہلہ میں حضرت امام حسن و امام حسین و حضرت سیدہ اور حضرت علی ابنائنا
اور انفسنا میں [illegible] حضرت علی [illegible] کا ذکر فرمایا۔ صحیح
مسلم، جامع ترمذی، سنن نسائی، مسند احمد بن حنبل، مستدرک علی الصحیحین
حاکم، [illegible]، کنز العمال، زمخشری، ینابیع المودۃ، ابن مردویہ،
الثعلبی، محب طبری، تذکرۃ [illegible] ابن المغازلی حافظ ابونعیم بیہقی [illegible] سیوطی
اس کو اپنے تالیفات میں نقل کیا ہے

اب غیر مسلم کی رائے آیئے

[illegible] کے اسلام پر [illegible] انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن
مطبوعہ [illegible] اسلام [illegible]
[illegible] مطبوعہ لندن ۱۹۲۶ء [illegible] آف فلاسفی
[illegible] مطبوعہ [illegible] ۱۹۳۲ء۔ قرآن [illegible]
[illegible] مطبوعہ [illegible]
۱۸۸۴ء

رسول خدا نے رقیہ ام کلثوم زینب اور ان کے شوہر [illegible] ابوالعاص جناب
عثمان کا کہیں ذکر بیٹی و داماد میں نہیں کیا جس سے کوئی رشتہ رسول خدا کے
ساتھ ثابت نہیں ہوتا۔

آیت مودۃ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ اس آیت

میں جن کی محبت فرض است برادر یا نی وہ علی ہی حسن حسین علی ودہ علیہم
تفسیر ابن ابی حاتم و صدوق۔ امام احمد بن حنبل۔ ابن ابی حاتم۔ طبرانی۔ حاکم۔ دیلمی ثعلبی
رقیہ ام کلثوم و زینب اگر دختران رسول ہوتیں تو بے شک انکی محبت بھی فرض
ہوتی اور کسی حدیث میں ان کا ذکر بحیثیت قرابت دار وارد نہیں۔
اگر رقیہ ۔ کلثوم ۔ زینب دلادیں رسول اللہ کی ہوتیں تو علماء خود انہیں انکو بھی
آل رسول میں شامل کرتے بر خلاف اس کے آل رسول منحصر کئے گئے امام حسن و
امام حسین حضرت علی اور حضرت فاطمہ زہرا سے چنانچہ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی
کی رائے ہے کہ آل کے معنی ان چار ذوات مقدسہ میں منحصر ہیں یہی آنحضرت کے
اہلبیت ہیں یعنی صدر دوم ہے وہی آنحضرت کے دین کے حامل طریقہ
ہیں اور یہی رسول کے دین پر چلنے والے ہیں لہذا آل کا اطلاق انہیں پر حقیقتاً ہوتا
ہے اور غیر پر مجازاً اور اسی پر علماء کا اتفاق ہے (مطالب السئول)

هو الذی خلق من الماء بشراً فجعله نسباً و صهراً

محدثین سب کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر اور حضرت فاطمہ زہرا کے حق میں نازل
ہوئی ہے نسباً حضرت علی ابن عم رسول ہیں اور بوجہ شوہر ہونے حضرت فاطمہ کے
داماد ہیں۔ کفایت الطالب الشعبی لکھی۔ دامادی رسول کی اور رشتہ داری
رسول کی عظمت ہو کہ قرآن مجید اس کا ذکر کرے لیکن اس دامادی اور رشتہ داری
کے سوا اور کسی رشتہ داری و دامادی کا نہ بر کوئی ذکر قرآن مجید میں نہ ہو
ائمہ اہل حدیث نے اسکی تصریح کی ہے کہ نکاح میں کوئی محدود اہل بیت کا کفو
نہیں ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ بحوالہ

کے خصائص میں سے یہ ہے کہ انکی اولاد کا کوئی کفو سادات کے سوا مخلوق میں
نہیں ہو سکتا۔
خود رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ اگر علی نہ ہوتے تو فاطمہ کا کوئی کفو نہ ہوتا۔
(فردوس دیلمی)
اب ذرا غور کرو رسول خدا کا یہ ارشاد گرامی اور علماء اہل سنت کا اتفاق تو کیا
عتبہ عتیبہ کفو اولاد رسول کے تھے یا ابوالعاص ان ہاؤں کے ساتھ رقیہ زینب
ام کلثوم کی شادی قطعی ثبوت ہے کہ یہ کفو والے اس رسالت والے یا غلط ہیں یا ۔
یا یہ غلط ہے کہ ان تینوں میں کوئی بھی صلبی اولاد رسول کی نہ تھی۔
حضرت عمر سے مروی ہے کہ رسول خدا فرماتے تھے کہ ہر ایک سبب و نسب قیامت
کے دن منقطع ہو جائے گا مگر میرا نسب و سبب اور ہر ایک ماں کے منسوب
نسب عصبہ باپ کی طرف سے ہوتے ہیں مگر اولاد فاطمہ کے کہ جن کا باپ و
عصبہ میں ہوں (مستدرک حاکم۔ تاریخ ابن عساکر حلیۃ الاولیاء۔ کتاب
الموافقہ ابن السمان نیا عات مسلم۔ سنن دارقطنی۔ معجم طبرانی شعب الایمان
بیہقی مناقب ابن المغازلی ذریت طاہرہ دولابی
اب ہمیں ما ابوالعاص عتبہ عتیبہ ایسے کا ذی کا سبب و نسب رسول خدا
سے قیامت کے روز تک باقی ہے یا منقطع اگر یہ سبب صہریت کا قیامت کے
روز تک باقی ہے تو باوجود کفر سب جانتے ہیں جیسا کہ حاجت کثیرہ میں ۔
ہے بلکہ چونکہ رسول سے ان سے صہریت و سبب کچھ بھی اس بیان حدیث
میں کا ذکر نہیں ہے اور جب ان سے صہریت نہیں تو حضرت عثمان سے کونسا

رستہ ۔ ہوگا العجب لعمر کی سیّداں ہوں کے بعد میں آنی کہیں
لہٰذا جب جناب امیر دربار خلافت میں لائے گئے تو جناب امیرؑ نے پوچھا
مجھکو کیوں بلایا گیا حضرت عمر بولے کہ اس لئے کہ سب نے ابوبکر کی بیعت کرلی
ہے آپ بھی بیعت کریں۔

جناب امیرؑ جس دلیل سے تم نے انصار پر فوقیت حاصل کی اور اس منصب کو
حاصل کیا اسی کو میں تم پر حجت میں پیش کرتا ہوں سچ سچ بتاؤ آنحضرت سے
قریب تر کون ہے

جناب عمر جب تک تم بیعت نہ کروگے ہم تم کو نہیں چھوڑیں گے

حضرت امیر پہلے میری بات کا جواب دو پھر بیعت طلب کرو۔

ابوعبیدہ۔ اے ابوالحسن تم بسبب سابقیت اسلام اور بلحاظ قرابت قریبہ
آنحضرت حکومت و خلافت کے لائق ہو لیکن جب سب نے جناب ابوبکر سے
بیعت کرلی ہے تو مناسب یہی ہے کہ آپ بھی موافقت کریں

حضرت امیرؑ تم نے آنحضرت کے ارشاد کے مطابق اپنی سچائی سے اس امت کے
امین ہوگیا اس قدر بیہودہ کہ خدا نے جو مراتب و کرامات خاندان نبوت میں
رکھے تھے ان کو دوسری جگہ منتقل کردو حالانکہ قرآن و دقّت اور امور
نہی اور سنت فصل و عدل اور معدن عقل و علم ہم ہوگئے ہیں وہ ان امور کی
وجہ سے خلافت و امارت کے حقدار ہیں

بشیر بن سعد انصاری اے ابوالحسن جن باتوں کو تم آج بیان کررہے ہو اگر
پہلے سے معلوم ہوتیں تو بلا کسی تعصب و تفرقہ کے تم سے بیعت کرلی جاتی تم

گھر میں بیٹھے رہے لوگوں سے ملاقات چھوڑ دی لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ حق
سے دست بردار ہوگئے اسی سبب سے مسلمانوں کی جماعت نے کسی دوسرے کو قبول
کرلیا آپ تو اب بیٹھے ہو۔

جناب امیرؑ۔ اے بشیر کیا تمہاری نظر میں یہ جائز تھا کہ میں جسد اطہر رسولؐ
کو بے غسل و کفن و دفن چھوڑ کر خلافت کے لئے لوگوں سے جھگڑنے لگتا۔

حضرت ابوبکر نے جب یہ دیکھا کہ جناب امیر کے جوابات تمام معقول و مدلل
ہیں تو نرمی سے کہنے لگے اے ابوالحسن میرا خیال تھا کہ اس امر میں آپ بھی
نزاع نہ کریں گے اس لئے میں نے بیعت لی اگر تمہارے نزدیک یہ خیال ہو تو بیعت
کا مطالبہ نہ میری موافقت کرو۔ (روضۃ الاحباب جلد ۲)

جناب امیر کے استدلال کی صحت اصحاب میں کسی سے پوشیدہ نہ تھی اور تصدیق کی جرأت
حضرت نے در خود حضرت ابوبکر اور جناب ابوعبیدہ اور بشیر بن سعد کا [illegible]
[illegible] موجود تھے ظاہر ہے کہ ہاشم اور بھی [illegible] موجود تھے
[illegible] جناب عباس بھی تھے اگر [illegible] متعدد ہوں تو کوئی۔ چونکہ
جناب امیر کو سکوت کرنا پڑا جب [illegible] حدیث میں [illegible]
کا نام لے دیا گیا تھا۔

[illegible] اگر [illegible] واقعی داماد ہونے تو یقینی سب [illegible]
[illegible] آپ [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] بھی [illegible]
[illegible] خلافت تھا [illegible]

جس وقت جناب فاطمہ زہرا بنت رسول کا عقد جناب امیر سے ہوا تو خدا [illegible]
خود شریک عقد ہوا چالیس ہزار ملک گواہ ہوئے [illegible] صاحب مولوی [illegible]
اور تیسری [illegible] زینب، رقیہ [illegible] رسول کی ہوتیں تو [illegible]
ان میں ہوتی۔

عقد جب فاطمہ میں درخت طوبیٰ سے گوہر و یاقوت نچھاور کئے گئے (ریاض [illegible])
ایک درخت کے عقد [illegible] کے لئے کچھ بھی نہیں [illegible] رسول [illegible]
اور نہیں [illegible] کرام کے قابل نہ تھیں پھر ذوالنورین کا شرف کس بنا پر۔

سیکڑوں حدیثیں فضائل جناب سیدہ میں رسول خدا کی [illegible] ہیں لیکن [illegible] انصاف
کر [illegible] ان کے حق میں [illegible] روایت بھی [illegible] صاف لکھا ہے کہ بیٹیاں [illegible]
اور اگر ہیں بھی تو کوئی فضیلت [illegible] نہیں [illegible] کے شوہروں کو کیا
فضیلت ہو سکتی ہے۔

رسول [illegible] کی حالت میں [illegible] کافروں سے عقد ہونا کون سی فضیلت
ہے جناب فاطمہ بھی قبل بعثت پیدا ہو چکی تھیں اور رقیہ سے بڑی تھیں [illegible]
[illegible] کو شمار رکھتا اور دوسرا گروہ [illegible] ہے [illegible] بات کہ
بعثت میں دو بیٹیاں [illegible] تھیں اور [illegible] جاتی تھیں کہ [illegible] اسلام [illegible]
مسلمین سے کیا جاتا۔

مورخین یورپ نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے کہ جناب سیدہ اکلوتی بیٹی رسول خدا کی
تھیں [illegible] نے [illegible] قبل اس کے کہ علی اپنے حق پر [illegible] جس کے وہ
اس قدر مستحق تھے [illegible] رسول کے [illegible]

ان بے شمار [illegible] خدمتوں کے جو [illegible] نے مذہب اسلام کی کیں [illegible]
قرآن [illegible] جناب عثمان کی دامادی کا کہیں تذکرہ [illegible]
علی [illegible] رسول حضرت فاطمہ کے شوہر تھے جو رسول خدا کی اکلوتی بیٹی
اور [illegible] (لائف آف محمد [illegible]) [illegible] مشہور [illegible]
حضرت علی [illegible] اس [illegible] رسول کی اکلوتی بیٹی کے شوہر تھے [illegible] کے علاوہ سے
بھی [illegible] علی کا حق تھی [illegible]

[illegible] کے [illegible] اگر [illegible] حضرت علی کے [illegible] تو وہ [illegible]
[illegible] کے [illegible] ہوتے علی [illegible]
[illegible] حقیقت [illegible] یہ ہے [illegible] رسول کی
رحلت کے بعد ملنا چاہئے تھا (مسٹر [illegible])

اس روایت سے بھی دامادی [illegible] جب دامادی
مقصود ہی تو جناب عثمان کو بھی اگر حاصل ہوتی تو کبھی [illegible] نظر انداز نہ کرتا۔

(جناب عثمان کی دامادی)

[illegible] اور روایات [illegible]
[illegible] رقیہ کے ساتھ [illegible]
[illegible] جنگ بدر میں رسول خدا [illegible]
[illegible] رسول [illegible] کو شہید کیا [illegible] رسول خدا [illegible]
رسول [illegible] قتل [illegible]
[illegible] جب جنگ خندق میں [illegible] مسلمانوں [illegible] جناب

جناب عثمان ... پوشیدہ ... عثمان سے ... آپ کی بیٹی [illegible]
کردیا۔ سو ... کو اطلاع نہ دی ... جناب عثمان ... گھر سے [illegible]
میں لایا گیا ... [illegible] ... رسول خدا
کی سفارش کی رسول خدا نے ... سفارش کی وجہ سے [illegible]
منع کیا ہے یہاں تک کہ ... [illegible]
سے ... جناب عثمان ... اور ... [illegible]
دیگر ... مغیرہ ... مدینہ سے ... [illegible]
پیدل چلنے کا ... ٹوٹ گئیں ... زخمی ہوگئے ... [illegible]
کے سبب سے ... [illegible] ... رسول خدا کو
... جناب عثمان ... [illegible]
... مغیرہ ... [illegible]
کہ وہ شہید ہوگئیں۔

جس رات کو رقیہ فوت ہوئیں اسی رات کو قبل از دفن ... گھر میں [illegible]
جناب عثمان نے لونڈی سے ہم بستری کی ... [illegible]
صبح کو ... غسل و کفن رقیہ کو قبر میں اتارنے کے لیے جناب عثمان آگے بڑھے۔
رسول خدا نے فرمایا رقیہ کو قبر میں وہ شخص اترے جس نے آج رات ... [illegible]
نہ کی ہو یہ سن کر جناب عثمان پیچھے ہٹ گئے اور ... رقیہ کو قبر میں اتارا [illegible]
صحیح بخاری مطبوعہ انوار احمدی ... [illegible]
اسکے ... شواہد ... ثابت کیا گیا کہ زینب رقیہ ... بعض جناب

خود ہے نہ صلب رسول خدا سے تھیں
آپ ثابت کرتے ہیں کہ بر بنائے عقیدہ اسلامی بھی وہ رسول خدا سے
نہیں اور نہ عقد ان کا رسول خدا نے فرمایا بلکہ بار ان کی ماں نے عقد کیا
ہوگا

کتاب انسانی کا اتفاق ہے کہ بچے وہی کرتے ہیں جو ماں باپ اور پرورش کنندہ کو دیکھتے ہیں وہ مقلد افعال ہوتے ہیں سن تمیز اور بلوغ در رسد کے بعد جیسے بھی ہو جائیں لیکن سن تمیز نہ ہونے تک ان کے عادات اخلاق و اطوار میں فرق نہیں آسکتا یہ امر مسلمات فطرت سے ہے چالیس سال تک رسول خدا کا مبعوث نہ ہونا اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نعوذ باللہ اس سے قبل آپ مشرک تھے یا بت پرستی کرتے تھے یا خدا پرست نہ تھے اختلاف اختصار ہے کہ رسول خدا قبل از بعثت نبی تھے اور اخلاق و اطوار و عادات نبوتی سے متصف تھے دیکھو شواہد علامہ تقی جناب ابوبکر کے سابق الاسلام ہونے کی بابت فرماتے ہیں کہ ابوبکر قبل اسلام لانے کے آنحضرت کی نبوت کو علامات و دلائل سے خوب غور کر کے رغبت ہونیکی تصدیق دل سے کر چکے تھے لہذا وقت دعوت اسلام انکو کسی قسم کا تردد باقی نہ رہا اور اسلام قبول کر لیا میمون بن مہران کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر سابق الاسلام میں اسلئے ہیں کہ جب بحیرہ راہب سے ملے تب اسلام لائے اور حضرت کا نکاح جناب خدیجہ سے کرایا۔

رسول خدا کا عقد جناب خدیجہ کیساتھ پچیس سال کی عمر میں ہوا ہے اور بعثت چالیس کی عمر میں بہ شہادت کم از کم پندرہ سال پیشتر کی ہے۔

ورقہ بن نوفل اور سرجیس رہبان کا قصہ کتب تاریخ میں موجود ہے جو، حضرت آدم
جناب خدیجہ اور ورقہ بن نوفل نبوت پر سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے،
انہیں تواتر مذکورہ معلوم ہوا کہ بعثت سے سالہا سال پیشتر آنجناب میں ایسے نبی
سوائے جسمانی اخلاقی صفاتی و روحانی موجود تھے جس سے ایمان لا چکے تھے، و
عامۃ الناس آپ کو نبی سمجھتے تھے۔

(۱) سورہ انعام ۲۰ اے رسول کہدو میں مامور ہوں کہ اول مسلمان ہوں۔
(۲) کہدو میری تمام قربانی میری زندگی میری موت سب اللہ رب العالمین کیلئے
ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور میں اسی پر مامور ہوں اور میں اول المسلمین ہے
(۳) کہدو کہ میں مامور ہوں اس امر پر کہ خدا کی عبادت کروں درانحالیکہ میں
دین کو با اخلاص اختیار کرنیوالا ہوں اور مامور ہوں کہ اول مسلمین ہوں کیونکہ اول المسلمین
سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنی امت میں سب سے پہلے مسلمان ہیں ہرگز نہیں۔ وہ اول مسلمین
ہے جو امت کے بعد اسلام لایا ہو سب انبیاء اول مسلمین تھے بلکہ فطرت انسانی ا
پر ہوتی ہے۔

(۴) قائم ہو دین حنیف پر فطرت الہی یہی ہے جس پر تمام انسانوں کی خلقت ہو
ہے خلق الہی میں تبدیلی نہیں ہے یہی دین قیم ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے
نبی کی کیا خصوصیت ہے وہ اول مسلمین فطرۃً و خلقۃً ہیں اور اسلام لانا جو
نبوت ہے خدا کے ارشاد و ہدایت و خلقت سے در بدو خلقت سے وہ کمال پر
ہیں آخر العمر تک۔

بوجہ کفر و شرک سے منزہ اسی لئے رسول خدا نے فرمایا ہے کہ میں اسوقت نبی تھا جب

حضرت آدم آب و گل کے درمیان تھے اسکا صاف و صریح یہی مطلب ہے کہ نبوت
آپ کو اسوقت مل گئی تھی اور اسی لئے آپ افتخار فرماتے تھے عالم ارواح میں آپ
بی تھے کل خلق پر انبیاء ہوں یا ملائکہ جن ہوں کہ انس حضرت آدم سے پہلے نبی
ہیں اور مسلک کے لئے کافی ثبوت قرآن و حدیث کا موجود ہے

بہرحال جب ثابت ہوا کہ رسول خدا بعثت سے پیشتر نبی تھے اور اخلاق و آداب
و صفات مولی سے متصف تھے کہ جو مامور طبع پر چالیس سال کی عمر تک نے
تو۔ جانتے ہو کہ آپ کی صفات ذات میں جو شخص بھی ہو گا وہ صفات مذکورہ
اور شعار شکوک سے پاک ہو گا کسی تردد میں جب ہو وہ نبی پیدا ہوتا ہے اور
اسی کو میں پہلے والا کچھ حضرت علی موجود ہیں جن کے متعلق جس طرح کہتے ہیں کہ جناب
ہجرت کس سے بتوں کی پرستش نہیں کی۔ یہی وجہ ہے ان کے نام کے ساتھ کرم اللہ
وجہہ لکھتے ہیں یعنی خدا نے ان کے چہرہ کو مشرک کیا تھا کہ وہ بتوں کے سامنے جھکیں
لکھے جو آپ کے کسی صحابی کے بارے میں استعمال نہیں ہو سکتا۔

طبقات ابن سعد، استیعاب ابن عبدالبر، مسند امام احمد ابن حنبل، ابن ابی الحدید، خشی۔

پیدا کیا اس لئے کہ کنشت اور عدم بعثت پر موقوف نہیں رسول خدا کی
گودمیں پلے کبھی مشرک اور کافر نہیں ہو سکتے رقیہ، ام کلثوم، زینب جن کو لڑکیاں
کہتے ہیں وہ کب کافر ہو سکتی ہیں وہ تو فطرتاً غیر مشرک ہوں گی اور تربیت اور
تعلیم رسول عدالت سے گزار ہوگا حضرت خدیجہ بھی آپ کی نبوت پر ایمان
لا کر جبال عقد میں آئی تھیں یہ تینوں لڑکیاں کافر کیونکر ہو سکیں اور رسول
خدا نے کیسے گوارا کیا کہ مشرکوں کے ساتھ عقد کر دیا حالانکہ قرآن مجید بارہا میں

ہوتا اور کفر و اسلام کی زوجیت کی حرمت اس وقت تک نہ ہوئی تھی بلکہ فطرتاً مخالفت مذہب و تعصب مانع ہوتا ہے کہ ایسی رشتہ داری سے خصوصاً ایسی کمسن لڑکیاں یہ بین ثبوت ہے اس بات کا کہ بہ کمسنی لڑکیوں کی عمر اتنی بتائی گئی ہے تاکہ یہ ثابت کر سکیں کہ یہ دختران رسول بطن خدیجہ سے تھیں، عثمان کے ساتھ بیاہی گئیں، مگر چھپ نہ سکا اور [illegible] کو بتا دینا چاہئے کہ یہ ہالہ خواہر جناب خدیجہ کی لڑکیاں تھیں ابو العاص نے عتبہ عتیبہ اور ابو العاص کے ساتھ شادیاں کیں مگر جناب رسول خدا چونکہ جناب خدیجہ اور ان کے رشتہ داروں سے انتہا سے زیادہ محبت فرماتے تھے شفقت پدرانہ فرماتے تھے وہ مسلمان کے بعد محبت میں اضافہ ہو گیا عاشقان جناب عثمان نے بیٹیاں بنا دیں جس کی کوئی اصلیت نہیں ہے

ایک شبہ اور اس کا جواب

ہمارے بعض اہل سنت مورخین قرآن مجید کی سورہ احزاب کی آیت [illegible] میں پیش کرتے ہیں جس طرح سے پیام شاہ جہاں پوری نے بھی کتاب شہید اور خلافت عثمان میں پیش کی ہے۔

سورۂ احزاب آیت ۵۹ اے نبی کہہ دیجئے اپنی بیبیوں سے اپنی بیٹیوں اور تمام مومنین عورتوں سے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صرف بیٹی ہوتی تو قرآن میں مبارک جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا جس شخص کو عربی کی ذراسی بھی سدھ بدھ ہو وہ جانتا ہے کہ اس زبان میں جمع کا صیغہ کم سے کم تین کیلئے استعمال ہوتا ہے

ہوتا ہے اور حضور کی صرف ایک بیٹی ہوتی تو اللہ تعالیٰ بناتک کی بجائے بنتک فرماتا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کی بیٹیوں کی تعداد ایک سے زیادہ تھی ان کی عبارت ختم ہوئی۔

جواب!

سبحان اللہ کیا عمدہ استدلال ہے کہ قرآن نے رسول اللہ کی کم از کم تین بیٹیاں ثابت کر دیں مگر پیام صاحب یہ آیہ پردہ کے حکم میں نازل ہوئی ہے جس میں حکم ہے کہ اے نبی کہہ دو اپنی ازواج اپنی بنات اور مومنین کی بیبیوں سے کہ وہ اپنی چادروں کے گھونگھٹ نکالا کریں

جناب پیام صاحب نے اس میں تحریف معنوی یہ کی ہے کہ نساء المومنین کا ترجمہ تمام مومن عورتوں سے کیا ہے حالانکہ نساء المومنین کا ترجمہ عربی کی ذرا سی شد بد رکھنے والا آدمی بھی مومنین کی عورتیں اور مومنین کی بیویاں کرے گا یہ ترکیب اضافی ہے نساء نسوۃ کی جمع مضاف ہے اور المومنین مضاف الیہ ہے جس کا ترجمہ بالکل واضح ہے مگر صاحب کتاب اگر یہ ترجمہ کرتے تو مومنین تمام نہیں کر سکتے تھے اس لئے ترجمہ میں عمداً تحریف کی ہے حالانکہ ان کے صاحب زبان مسلمان ہر بالغ مستورہ پر پردہ واجب ہے۔ اور عبدالماجد صاحب نے مسلمانوں کی عورتیں ترجمہ کیا ہے۔

میں یہ عرض کرتا چلوں کہ اس تحریف کا مقصد کیا ہے پردہ اسلام میں ہر بالغ مستورہ پر واجب ہے اور اس آیت کے تحت تمام بالغ مستورات کا اظہار کر، قدوری صاحب آیت کے الفاظ پر اضافہ کی جائے تو نہیں اضافہ کے

لیے پردہ کا حکم وارد ہوا ہے ازواج نبی، بنات نبی اور مومنین کی بیویاں
اگر یہ تینوں اصناف جملہ بالغ مستورات پر حاوی نہیں ہو سکتیں تو پھر کہنا
پڑے گا کہ اسلام میں ہر بالغ عورت پر پردہ واجب نہیں کیونکہ مومنین
کی بیٹیوں کو پردہ کرنے کا حکم آیت قرآن میں وارد نہیں ہوا اگر بیسام صاحب
نساء المومنین کا صحیح ترجمہ کرتے تو بھی لامحالہ اسی نتیجہ پر پہنچتے کہ مومنین
کی بالغ بیٹیاں تو از روئے قرآن پردہ سے مستثنیٰ ہیں جب ان کے عقد ہو
جائیں گے اور وہ نساء المومنین کے زمرے میں آئیں گی تب ان پر پردہ واجب
ہوگا۔

اب ہمارا ترجمہ ملاحظہ ہو: ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دو اپنی بیبیوں
سے اور اپنی بیٹیوں سے (اس جگہ امت کی بیٹیاں مراد لی جائیں گی) اور مومنین
کی بیبیوں سے کہ وہ چادروں کا گھونگھٹ نکالا کریں۔ واضح ہو لفظ بنات جمع
ہے اور اس کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ مگر حضور والا بناتک سے مراد
آنحضرت کی بیٹی اور آپ کی امت کی بیٹیاں مراد لی جائیں گی۔ اس کے علاوہ
بناتک سے بیٹی اور نواسیاں مراد لینے پر تو آپ کو کسی قسم کا اعتراض
نہیں ہوگا کیونکہ قرآن مجید میں ہے حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم (المائدہ)
کہ حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بنات۔ تمام فرق اسلام نے اس
آیت میں امہات سے ماں، ماں کی ماں اور باپ کی ماں الی الآخر مراد لی
اور بناتکم سے مراد بیٹی، بیٹی کی بیٹی، بیٹے کی بیٹی الی الآخر مراد لی ہے اور بناتک
جب لفظ بناتک میں نواسیاں شامل ہو سکتی ہیں اور امت کی بیٹیاں بھی

امت سے مراد لی جا سکتی ہیں تو پھر اس آیت سے حضور کی تین بیٹیوں پر استدلال
قائم کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

اگر آیت مباہلہ میں لفظ ابناءنا سے نواسے مراد لئے جا سکتے ہیں تو بناتک
سے نواسیاں کیوں نہ مراد لی جائیں؟

اور قرآن مجید میں ایسے اکثر شواہد موجود ہیں جہاں واحد کو بصیغہ جمع ذکر کیا گیا ہے
جیسا آیت مباہلہ وغیرہ۔
میں بصیغہ جمع ذکر کرنا محض تعظیماً ہے انا انزلناہ، انا اعطیناک، انا ارسلناک لہذا
آیت سے تعداد بنات نہیں ثابت کیا جا سکتا

بضعۃ الرسولؐ

جناب سیدۃ النساء العالمین بنت سید المرسلین عذرا بتول فاطمۃ
الزہرا سلام اللہ علیہا والصلوٰۃ کے فضائل و شمائل اور محامد و محاسن
کو کون بیان کر سکتا ہے سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے۔
دختر رسولؐ زہرہ بتولؑ وہ بلند مرتبہ اور عظیم القدر خاتون پاک ہیں کہ
مذہب شیعہ کے علاوہ تمام مسالک و مذہب کے برادران اسلام ان سے
محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور جناب ام الائمہ کا نام سنتے ہی ان کی گردنیں
خم ہو جاتی ہیں ان کی جو خوبیاں اور فضیلتیں دینی کتب میں مذکور ہیں انہیں بھی
جماعۃ المسلمین بھی خلوص قلب سے تسلیم کرتے ہیں اور جو خطابات زبان رسالت نے
معصومہ کو عنایت کر دیئے ہیں سواد اعظم میں وہ بھی مسلّم ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو

جبکہ بموجب احادیث صحیحہ جناب فاطمہؑ کو راضی اور خوش رکھنا خدا و رسولؐ کو خوش رکھنا ہے۔ اور ان کو ناراض رکھنا خدا و رسول کو ناراض کرنا ہے۔

بھارت میں ایک رسالہ پارسیوں کا نکلتا ہے جس کا نام تھا "شعلہ" جس میں حضرت زرتشت کی پیشین گوئی لکھی تھی ملاحظہ فرمایئے۔

جناب زرتشت فرماتے ہیں۔ وہ پیغمبر جو کہ دنیا کے آخری زمانے میں ظاہر ہو گا اسکی صرف ایک بیٹی ہو گی جو بہت ہی کمالی اور جمال رکھے گی اور دونوں جہانوں میں اس کا کوئی ثانی و ہمسر نہ ہو گا وہ بے مثال بیٹی بہشت کے ایک سیب کی تاثیر سے پیدا ہو گی اور اس سیب کو منفخ کہتے ہیں۔ اور منفخ کے معنی ہیں خدائی اور بشری اور زمینی اور آسمانی اور نوری فضیلتوں والا اور پیغمبر آخر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بیٹی سے خدا کے بارہ دوست ظہور فرمائیں گے۔ (گیلانی صاحب، رسالہ شعلہ بمبئی انڈیا بابت ماہ اکتوبر ۱۹۶۳ء جلد ۱۵ نمبر ۱۰)

دختر رسول جناب زہرہ بتولؑ کے ظہور اور فضائل سے متعلق مجوسیوں کے پیغمبر زرتشت کی یہ پیشین گوئی پڑھ کر دل بہت خوش ہوا اور آپ بھی خوش ہوں گے۔ لیکن بات سمجھ میں نہ آئی کہ سیب سے پیدا ہوں گی پھر میں سوچ میں ڈوب گیا کہ یا الٰہی سیب سے بہت دیر تک غور کرتا رہا آخر کار کتب حدیث و سیر و تاریخ اسلام سے بہشتی سیب سے متعلق روایات نکل آئیں اور اس لاثانی سیدہ دو عالمہ اور لافانی بنت پیغمبر اعظم کے فضائل نے ثابت کر دیا کہ فی الواقع یہ ملکہ جنت اپنے ہمسر سے بے نیاز ہے۔

اب وہ بہشتی سیب والی روایت سنئے اور روایت ایسی ہے

امّ المسلمین حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا ہے اور خطیب اور دولابی اور ابو سعد ایسے علمائے اہل سنت نے اس کو اخذ کیا ہے حضرت امّ المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا جب فاطمہؑ آپکے پاس تشریف لاتی ہیں تو آپ اپنی زبان مبارک کو ان کے منہ میں ڈال دیتے ہیں اور پھر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ شہد چاٹ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب معراج کی شب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور جبرئیل مجھے بہشت میں لے گئے تو وہ بہشت کا ایک سیب میرے پاس لائے اور میں نے اس کو کھایا وہ ایک نطفہ کی شکل اختیار کر گیا پھر جب میں زمین پر واپس آیا تو جناب خدیجۃ الکبریٰ حاملہ ہوئیں اور اس نطفہ سے فاطمہ کی ولادت ہوئی پس جب کبھی مجھے اس سیب کا شوق ہوتا ہے تو میں فاطمہؑ کا منہ چومتا ہوں۔

(شرف النبوۃ مولف علامہ ابو سعد الحنفی)

پس مجوسی پیامبر زرتشت نے واضح کر دیا کہ رسول آخر محمد مصطفےٰ جو بہشتی سیب تناول فرمائیں گے اس کی تاثیر سے جناب فاطمہ تولد ہوں گی جو امیر المومنین سے بیاہی جائیں گی اور دو شہزادے حسن و حسین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہو گی اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ۔۔۔ وازاں دختر پیامبر آخر دوازدہ دوستان یزداں ظہور می فرمایند۔ یعنی خاتم النبیین سید المرسلین کی اس مقدس بیٹی سے اللہ کے بارہ محبوب دوست ظہور فرمائیں گے۔

زرتشت کی اس مختصر سی پیشین گوئی نے یہ راز ہی کھول دیا کہ محمد

عربی پیغمبر اسلام علیہ السلام کی صرف ایک بیٹی ہوگی اسلئے کہا گیا کہ
پیغامبرے کہ در دور آخریں ہویدا۔ یک دخترے دارد صاحبہ کمال و
کہ ہمراہ او در دو جہان پیدا گردد۔ دنیا کے آخری دور میں ظاہر ہونیوالے
رسول کی صرف ایک بیٹی ہوگی نہ کوئی زینب نہ رقیہ نہ ام کلثوم نہ کوئی اور
صرف فاطمہ ہی اسکی آنکھوں کا نور اس کے دل کا سرور اسکی محبوب بیٹی ہوگی۔

اسی طرح کی پیشن گوئیاں بھی ہیں ہم یہاں پر صرف اشارہ کرتے ہیں
شری جین مہاراج کا ایڈیشن اس کتاب پر پڑھیئے صفحہ ۳۲ ۱۹ رسالہ وید کے سماچار
دہلی جلد ۱۳ نمبر ۴ بابت ماہ جون جولائی۔

اسی طرح کن فیوشس اہل چین کا محبوب و معروف پیغامبر جس
نے اس پیلے زرد ملک میں مسیح سے چھ سو برس قبل جنم لے کر اپنی قوم کو جگایا
کن فیوشس کیا فرماتے ہیں۔

خدا کا ایک لاڈلا محبوب ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہلاتا
ہے اور علی علیہ السلام اس کا پیارا اور نائب ہے رسولوں کے سرتاج اور کل
دنیا کے سلطان کی بیٹی فاطمہ علیہا السلام جنت کی عورتوں کی رانی ہے اور
حسن و حسین اس کے دو محبوب فرزند ہیں جو بہت ہی شان والے ہیں اور
یہ جو حسین ہے اس کو دشمن کربلا میں مار ڈالیں گے اس کے فرزند عزیز بری طرح
قتل کئے جائیں گے۔

رسالہ بھگوان شکتی مطبوعہ دہلی ۱۹۵۶ء مولفہ رام چندر شرما قدیم چینی
زبان کی عبارت از کتاب کنفیوشس)

ہم نے یہاں ایک نمونہ تحریر کیا ہے اور دوسری چیزیں دیکھنے کے
لئے یہ رسالہ دیکھئے۔ رسالہ چینی سند لشی مولفہ ایم آر سی بلونت بدھسٹ
پینٹر کی عبارت بحوالہ انگریزی کتاب چائنیز ریفارمرس

برہما جی کے نام نامی سے کون واقف نہیں؟ اہل ہنود کے نزدیک
وہ رشیوں کے رشی ہیں وہ اپنی جنتا اور جاتی کو انکی اطاعت اور محبت
کرنے کی نصیحت بھی فرماتے ہیں۔

سنسکرت کی ایک پرانی کتاب برہم شاستری میں برہما جی کے چند
اشلوک اور منتر مرقوم ہیں ایک دو منتر کا تلخیص و ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔
اے نادان اور انجان لوگو! فانی دنیا کی پریت چھوڑ کر ان مہاتماؤں
سے پریم کرو جو گنتی میں پانچ ہیں مگر اصل میں گننے کے لگ بھگ یعنی چودہ
ہیں آسمان و زمین اور انکی مخلوقات انہی کے سہارے قائم ہیں ان کے
محبت کا راجلوہ ہے، بڑے دور کے سمے میں نظر آئیں گے تم ان کے تابعدار
رہنا اور ان سے لو لگانا تم ریت اور بنجر زمین اور پہاڑوں کو نہ دیکھنا پرنتو
کے پریتم ایسی ہی جگہ کو پسند کرتے ہیں۔ ان میں ایک سورج ہے دوسرا چندرما
اور باقی جگمگ کرنے تارے مگر آسمان والے سورج اور چاند تاروں کی
طرح وہ ڈوبیں گے نہیں سدا روشن رہیں گے وہ سنسار کو اپنے پرتاپ سے
پرتاپ کریں گے (یعنی دنیا کو اپنے نور سے منور کریں گے) جو مہاتماؤں
مہاتمائی کی مہتابی اور اس کے یوراج (ولیعہد) کی اور نسر میتی پی آتما کی ہے جو
یہ سب بھگوان ہیں بھگوان کے پریمی ایشور کے تپ میں رہنے والے دھرم آتما

حصہ اول ترجمہ پنڈت بہاری لال ایم۔ اے کانپور۔

یہ سب شری برہما کی عظیم القدر بشارت جس کے ایک ایک لفظ سے ارادتمندی اور فداکاری اور وفاداری اور تعشق و تولا کی خوشبو آتی ہے جس کا ایک ایک حرف رسول اور آل رسول کی محبت و مودت میں ڈوبا ہوا ہے جس میں تمام ساکنان عالم کو سرکار محمد اور آل محمد سے لو لگانے اور ان کے بادہ الفت میں مخمور اور مسرور رہنے اور ان کی غلامی و اطاعت میں سر جھکانے کی تلقین اور تاکید فرمائی گئی ہے جتنی قدیم پیش گوئیاں ہیں ان سب میں فقط جناب سیدہ ہی کا اسم گرامی آیا ہے اگر اور بیٹیاں تھیں تو ان کا نام کیوں نہیں آیا جہاں فاطمہ زہرا کا نام آیا ہے وہاں مولا علی کا نام بھی آیا ہے۔ نہ تو کسی کا نام آیا نہ کسی داماد کا نام آیا یہ اس پر دلیل ہے کہ بجز جناب سیدہ کے کوئی اور بیٹی نہیں تھی۔ اور پھر یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ دربار خدا اور بارگاہ خاتم الانبیا سے سیدہ کا خطاب کس خاتون کو ملا ہے صرف اور صرف بضعۃ الرسول دختر پیغمبر مقبول فاطمہؑ بتول کو جس کا نام فاطمہؑ اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ آتش دوزخ اور عذاب آخرت سے مبرا ہے نار جہنم اس پر حرام کی گئی ہے اس نے دنیا کی ہر ایک برائی اور آخرت کی ہر ایک سزا سے الگ رہ کر سیدہ کا خطاب پایا۔ اور اس طرح اللہ کے دین اور کفر و جہالت، شرک و الحاد کے درمیان ایک ایسی حد فاصل قائم کر دی کہ فاطمہؑ کے مقدس باپ محمد رسول اللہ کو بھی اپنی اس لاڈلی اور پیاری بیٹی کی عمر بھر مدح سرائی کرنا پڑی اور دنیا والوں کو اسکی شان و فضیلت بتانا پڑی۔

رسول گرامی کی اس اکلوتی بیٹی فاطمہ کی عزت و عظمت خود ذات رب العالمین جل جلالہ نے قائم و دائم رکھی وہ اس طرح کہ قدرت حق نے اس کا کوئی شریک کوئی ثانی کوئی ہمسر ہی نہیں پیدا ہونے دیا۔ اگر فاطمہ کے بھائی دنیا میں آئے تو اللہ نے شیر خوارگی ہی میں انھیں اپنے پاس بلا لیا اور اسکی بہن تو کوئی پیدا ہی نہیں ہوئی۔ یہ اس لئے ہوا کہ فاطمہ کے مناصب و مراتب تقسیم نہ ہو جائیں اور اسکی سیادت و صیانت کا کوئی ساجھی نہ بن جائے۔ سبحان اللہ۔

یک دانہ گوہرے کہ بہ درج رسول داد
بے مثل بود و صورت زہرہ بتول داد

G. Hasnain
2/1/82